OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

آیاتِ لعان: احکام القرآن (تھانوی) اور تفسیر نمونہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Lian (Execration)Verses: Analytical Study in the light of Ahkām al-Quran (*Thānwi*) and *Tafsīr-e-Namoona*"

Sumera Sharif
Doctoral Candidate Punjab University, Lahore/ Assistant professor University of Lahore
Prof. Dr. Muhammad Hammad Lakhvi
Dean Faculty of Islamic Studies, Punjab University Lahore

Abstract

Islam ,as a complete code of life, provides intensive injunctions on marital life. It proposes reverence to scrupulousness of spouses. Unjustified blaming on someone causes anarchism and brings dishonor. Accusing someone of immorality or illicit affair without any Shar'i evidence is haraam and a grave sin, and if a woman is chaste, the sin of slandering her is more severe than slandering an ordinary person, if the husband accuses his wife of adultery. So in the presence of the Shariah court there will be "Lian". The term Lian (Execration) refers to the testimony of God's curse and wrath on behalf of each of the spouses with an oath. This curse substitutes the false accusation in favor of the husband and the of penance of depravity (Shariah punishment) in favor of the wife. Quran has offered admirable rulings in the verses of Lian to shield the rectitude of spouses. Using qualitative research method, this article has made an attempt to analyses the rulings about Lian in the light of Ahkam-ul-Quran and Tafsir-e-Namoona.

Keywords: Lian, rulings, Ahkam-ul-Quran, Tafsīr-e-Namoona

تمہید

اسلام دینِ فطرت ہے اور اس کی تعلیمات ہر صورت میں اسلامی معاشرہ کی پاکیزگی کی ضامن ہیں۔ اسلام امن اور سلامتی کا درس دیتا ہے۔ کسی بھی انسان کو یہ حق نہیں کہ بلاوجہ کسی دوسرے پر الزام تراشی کرے اور پھر اس وجہ سے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو۔ معاشرے میں انتشار پھیلے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک دامن عورت کی عزت کا اس قدر احترام ہے کہ اس پر تہمت لگانے والے شخص پر یہ پابندی عائد کی ہے کہ اگر وہ تہمت لگانے میں سچا ہے تو اسے چار گواہ پیش کرنا ہوں گے اگر اس کے پاس عاقل اور عادل چار گواہ موجود نہیں تو پھر اسے سرعام اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ جیسا کہ سورہ نور میں ہے:وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[1] اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کریں ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ وہ فاسق ہیں۔

لعان میاں بیوی کے درمیان ایک خاص مباہلہ ہوتا ہے، جس کا اثر یہ ہے کہ شوہر الزام لگائے اور بیوی انکار کرے تو شوہر کا شرعی حد سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور بچے کی نفی ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر تفاسیر میں مختلف انداز سے بحث کی گئی ہے۔ اس سے متعلقہ بعض معاملات میں مفسرین کے درمیان اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ لعان کی شرائط کے بارے میں ہے کہ آیا شوہر بیوی کی طرف دیکھ کر اور اشارہ کر کے لعان کرے گا یا دیکھے بغیر۔ اسی طرح دیگر موضوعات بھی اس میں موجود ہیں۔ احکام القرآن (تھانوی) اور تفسیر نمونہ دو مختلف مکتبہ ءفکر کی تفاسیر میں ان مسائل میں اختلاف بیان کیا گیا ہے۔ احکام القرآن تھانوی دیوبندی جماعت کے علمائے کرام کی کاوش کا نتیجہ ہے جس میں قرآن کی ہر ہر آیت سے احکام فقہ حنفی کی روشنی میں اخذ کئے گئے ہیں۔ اسی طرح تفسیر نمونہ ایران کے دس علمائے کرام نے ناصر مکارم شیرازی کی زیر نگرانی تکمیل کی۔ اس مقالہ میں ان دونوں تفاسیر کی روشنی میں لعان کے مختلف احکامات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ قذف کے بعد لعان کا قانون شریعت اسلام میں شوہر کے جذبات و نفسیات کی رعایت کی بنا پر نافذ ہوا ہے۔ سورہ نور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ. وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ. وَيَدْرَاُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ. وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ[2] اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لیے سوائے اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک وہ سچا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔ اور عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا) اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے۔ تفسیر احکام القرآن اور تفسیرِ نمونہ میں لعان سے متعلق تفسیر میں مختلف احکام و مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ تفسیر احکام القرآن کو مبحثِ اول اور تفسیرِ نمونہ کو مبحثِ دوم کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں لعان سے متعلق مختلف احکام کا دونوں تفاسیر کی روشنی میں تجزیاتی و تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔

شانِ نزول

مبحثِ اول

ان آیات کے نزول کے بعد ہلال بن امیہ اور ان کی بیوی کے درمیان تاریخ اسلامی کا پہلا لعان ہوا۔ جس کی تفصیل صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث کے باقی حصہ میں یوں بیان ہوئی ہے:فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجَاءَ هِلَالٌ، فَشَهِدَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ"، ثُمَّ قَامَتْ، فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوهَا، وَقَالُوا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ، وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ، ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ"، فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ[3]

جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال کو آدمی بھیج کر بلوایا وہ آئے اور آیت کے مطابق چار مرتبہ قسم کھائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرنے پر تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی قسم کھائی، جب وہ پانچویں پر پہنچیں)اور چار مرتبہ اپنی برات کی قسم کھانے کے بعد، کہنے لگیں کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو (تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ)اگر تم جھوٹی ہو تو (اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور نازل ہو گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گی۔ لیکن یہ کہتے ہوئے کہ زندگی بھر کے لیے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ پانچویں بار قسم کھائی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھنا اگر بچہ خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہو گا۔ چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل و صورت کا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آ چکا ہوتا تو میں اسے رجم کی سزا دیتا۔ اس حدیث کے متعدد طرق ہیں نیز عویمر عجلانی کے لعان سے متعلق بھی احادیث مشہور ہیں۔ تفسیرِ احکام القرآن میں مختلف مسائل بیان کرتے ہوئے اس احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مبحثِ دوم

یہ اسلام کا نظام عفت و عصمت ہے جس نے عورت کو تحفظ فراہم کیا۔ لیکن اگر کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور جو قاعدہ بیان کیا گیا ہے، اس کی رو سے چار گواہ نہ لا سکے تو اس پر بھی اسی کوڑوں کی سزا لاگو ہونی چاہئے تھی، لیکن میاں بیوی کے تعلقات کی خصوصی نوعیت کی وجہ سے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک الگ خصوصی طریقہ کار مقرر فرمایا ہے جسے اصطلاح میں لعان کہا جاتا ہے، جو کہ لعن سے ہے یعنی لعنت کرنا۔ تفسیرِ نمونہ میں ہے: مندرجہ بالا آیت میں جو لفظ "لعن" آیا ہے اس کی مناسبت سے اس سارے عمل کو "لعان" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔[4] صاحبِ تفسیر نمونہ مندرجہ بالا آیات کے شانِ نزول میں دو مختلف روایات بیان کرتے ہیں جس میں ایک انصار کے سردار سعد بن عبادہؓ سے موجود ہے اور دوسری ھلال بن امیہؓ کا

واقعہ ہے۔ ان دونوں واقعات میں مماثلت موجود ہے۔ سعد بن عبادہؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ اگر میں اپنی آنکھوں سے بیوی کو بدکاری کرتے دیکھوں اور میں اسے اس حالت میں چھوڑ کر گواہ ڈھونڈنے نکلوں تو واپسی تک وہ لوگ اپنا کام مکمل کر چکے ہوں گے اور اگر قتل کر دوں تو بغیر گواہ کے میری بات کو قبول نہیں کیا جائے گا اس بارے میں حکم کیا ہے اس سے آگاہی لینا چاہتے تھے۔ دوسرا واقعہ ھلال بن امیہؓ کا ہے انہوں نے بھی اپنی بیوی کے بارے میں ایسی ہی بات کہی اور فرمایا کہ اللہ میری اس مشکل کو خود حل فرمائے گا۔ اس موقع پر انصار ایک دوسرے سے کہتے تھے دیکھا! وہی سعد بن عبادہ والی بات پوری ہو گئی تو کیا سچ مچ رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی اور اس کے آثار آنحضرت کے چہرے پر ظاہر ہوئے، سب خاموش تھے کہ دیکھیں کہ اللہ کی طرف سے کیا نیا پیغام آیا ہے۔[5] تفسیرِ نمونہ میں ان آیات کے شانِ نزول پر ابن عباس کی جو روایت تفصیلاً نقل کی ہے، وہ کچھ فرق کے ساتھ صحاح ستہ میں بھی منقول ہیں: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ"، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:" الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ"، فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ، فَلَيُنْزِلَنَّ اللَّهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ، وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ(سورة النور)[6] ہلال بن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو مبتلا دیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟ لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔ اس پر ہلال نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی آیت نازل فرمائے گا۔ جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد دور ہو جائے گی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور سورہ نور کی یہ آیات نازل ہوئیں (والذین یرمون أزواجھم) سے (اِن کان من الصادقین)۔

لعان کے الفاظ وطریقہ

مبحثِ اول

احکام القرآن میں لعان کی مختلف کیفیات، الفاظ اور طریقہ سے متعلق بیان کردہ احکام ومسائل کا جائزہ درج ذیل ہیں:

اگر بچے کا معاملہ نہ ہو بلکہ عورت پر زنا کا الزام ہو تو اس لعان کے بارے میں احکام القرآن میں لکھا ہے: "اختلف اهل العلم فی صفة اللعان اذا لم یکن فقال ابو حنیفة و ابو یوسف و محمد والثوری: یشهد الزوج أربع شهادات بالله انه لمن الصادقین فیما رماها به من الزنا و الخامسة ان لعنة الله علیه ان کان من الکاذبین فیما رماها به من الزنا و تشهد هی أربعة شهادات بالله انه لمن الکاذبین فیما رماها به من الزنا و الخامسة ان غضب الله علیها ان کان من الصادقین فیما رماها به من الزنا"[7] بچے کے سلسلے میں اگر لعان نہ ہو تو اس لعان کی کیفیت کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلافِ رائے ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور سفیان ثوری کا قول ہے کہ شوہر چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے گا کہ اس نے جو زنا کا الزام لگایا ہے اس میں وہ سچا ہے

اور پانچویں بار کہے گا کہ اگر وہ زنا کے الزام میں جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔ بیوی بھی چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے گی شوہر اپنے زنا کے الزام میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے گی کہ اگر شوہر اپنے اس زنا کے الزام میں سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ہو۔" امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ طلاق بائنہ ہو گی۔[8] اگر عورت حاملہ ہو اور مرد اس کا نسب قبول کرنے سے انکار کر دے تو اس کیفیت کے بارے میں مفتی جمیل احمد تھانوی لکھتے ہیں:"فان کان هناك ولد نفاه يشهد اربع شهادات بالله انه لصادق فيما رماها به من نفى هذا الولد"[9] اگر مقدمہ بچے کی نفی کا ہو تو اس صورت میں لعان کی کیفیت یہ ہو گی کہ شوہر چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے گا کہ اس نے اپنی بیوی پر اس بچے کی نفی کا جو الزام لگایا ہے اس میں وہ سچا ہے۔"یعنی شوہر چار بار بچے کی نفی خدا کی قسم کے ساتھ کرے گا اور پانچویں بار کہے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح بیوی چار بار کہے گی کہ "أشهد بالله انك لمن الكاذبين فيما رميتنى به من نفى ولدى هذا۔[10] میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں کہ تو نے مجھ پر بچے کی نفی کا جو الزام لگایا ہے اس میں تو جھوٹا ہے۔ یہ فقرہ چار بار دہرائے گی اور پانچویں بار کہے گی"و غضب الله على ان كنت من الصادقين فيما رميتنى به من نفى ولدى هذا"" تو نے مجھ پر بچے کی نفی کا جو الزام لگایا ہے اگر تو اس میں سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ہو۔"[11] لعان کے الفاظ و کیفیت کے متعلق حسن بن زیاد نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے:"لا يضره ن يلاعن بينهما و هما قائمان او جالسان فيقول الرجل اشهد بالله انى لمن الصادقين فيما رميتك به من الزنا يقبل بوجهه عليها فليواجهها فى ذلك كله و تواجهه ايضاً هى و روى عن زفر مثل ذلك فى المواجهة۔"[12] قاضی کے لیے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ وہ میاں بیوی کے درمیان اس حالت میں لعان کرائے جب وہ دونوں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں۔ شوہر بیوی کی طرف منہ کر کے کہے گا"میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے تجھ پر زنا کا جو الزام لگایا اس میں میں سچا ہوں۔" اس پورے قول کے دوران وہ اپنا چہرہ عورت کی طرف رکھے گا۔ عورت بھی اس وقت اپنا چہرہ مرد کی طرف رکھے گی۔ ایک دوسرے کی طرف چہرہ رکھنے کے متعلق زفر سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔ مزید اقوال نقل کرنے کے بعد مفتی صاحب لکھتے ہیں:"و قال الشافعى:يقول:أشهد بالله انى لمن الصادقين فيما رميت به زوجتى فلانة بنت فلان من الزنا و يشير اليها ان كانت حاضرة۔"[13]"امام شافعی کا قول ہے کہ مرد کہے گا"میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی فلانہ بنت فلاں پر جو الزام لگایا ہے اس میں مَیں سچا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے وہ بیوی کی طرف اشارہ بھی کرے گا، اگر وہ وہاں موجود ہو۔" مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب امام شافعی کے (عورت کا) نام لے کر لعان کرنے کے قول کی تردید کرتے ہوئے جصاص کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:"و اما قول الشافعى أنه ذكرها باسمها و نسبها و يشير اليها بعينها فلا معنى له لان الاشارة تغنى عن ذكر الاسم والنسب فذكر الاسم والنسب لغو فى هذا الموضع الا ترى أن الشهود لو شهدوا على رجل بحق و هو حاضر كانت شهادتهم أنا نشهد أن لهذا الرجل على هذا الرجل الف درهم و لايحتاجون الى اسمه و نسبه"[14] امام شافعی کا یہ قول بے معنی ہے کہ شوہر عورت کا ذکر اس کے نام و نسب کے ساتھ کرے گا۔ نیز اس کی طرف اشارہ بھی کرے گا۔ اس لیے کہ اشارہ آنے کے بعد اسم و نسب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اس لیے اس مقام پر اسم و نسب کا ذکر لغو اور فضول ہے۔ چنانچہ احکام القرآن میں مفتی صاحب نے امام شافعی کا قول نقل کرنے کے بعد اس کو رد کیا ہے

اور ان کے نزدیک جب صراحت ہے اور شبہ کا امکان نہیں تو بیوی کا اسم و نسب بیان کا محتاج نہیں، محض اشارہ ہی کافی سمجھا جائے گا۔

مبحثِ دوم

لعان کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ کوئی بھی غیور مرد اپنی بیوی کو قابلِ اعتراض حالت میں دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اور اگر وہ تہمت لگاتا تو حدِ قذف کا سزاوار ٹھہرتا۔ لہٰذا صاحبِ تفسیر نمونہ لعان کے بارے میں لکھتے ہیں: لعان سے متعلق آیات حد قذف پر تبصرے کے طور پر استثنائی حکم بیان کر رہی ہیں کہ اگر شوہر اپنی بیوی پر منافی عفت عمل کا الزام عائد کرے اور کہے کہ میں نے اسے غیر مرد کے ساتھ بدکاری کی حالت میں دیکھا ہے تو اس پر اسّی کوڑے کی حدّ قذف جاری نہیں ہو گی لیکن اس کا دعویٰ بغیر دلیل و شاہد کے قبول بھی نہیں کیا جائے گا کیوں اس میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہے۔[15] چنانچہ تفسیرِ نمونہ کے مطابق قرآن نے اس مسئلے کا حل ایسا پیش کیا، جو بہترین بھی اور عادلانہ بھی۔ چنانچہ تفسیر نمونہ میں لعان کے الفاظ و کیفیت سے متعلق لکھا ہے: "شوہر اپنے دعوے میں سچا ہونے کے لئے چار مرتبہ گواہی دے، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے: جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور اپنے علاوہ ان کے پاس گواہ نہیں تو دعویٰ کرنے والوں میں سے ہر شخص چار مرتبہ اللہ کے نام کی شہادت دے کہ وہ سچوں میں سے ہے (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلاَّ أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ) ۔ اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو (وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ)۔ یعنی شوہر اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے اور حدّ قذف سے بچنے کے لئے چار مرتبہ یہ جملہ کہے: "أشهد بالله انّی لمن الصادقين فيما رميتها به من الزنا". (میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس عورت پر الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں۔) لعنۃ اللہ علیّ ان کنتُ من الکاذبین" (اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت۔)[16] پھر صاحبِ تفسیرِ نمونہ لعان میں عورت کی کیفیت و الفاظ سے متعلق لکھتے ہیں: "ہاں عورت کے لئے دو راستے ہیں: ایک یہ کہ وہ مرد کے الزام کی نفی نہ کرے اور اس کی بات کی تصدیق کر دے تو جیسا کہ بعد کی آیت میں آئے گا اس کے لئے حدّ زنا ثابت ہو جائے گی۔ دوسرا راستہ زنا کی سزا سے بچنے کا ہے اور وہ یہ کہ چار مرتبہ اللہ کو گواہ قرار دے کہ اس مرد نے غلط الزام لگایا ہے اور وہ جھوٹوں میں سے ہے (وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ) ۔ اور پانچویں مرتبہ کہے: اس پر خدا کا غضب ہو اگر مرد اس الزام میں سچّا ہے (وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) یعنی مرد نے جو پانچ مرتبہ اس عورت کے خلاف گواہی دی ہے وہ عورت بھی پانچ مرتبہ اس کی نفی کرے، پہلے چار مرتبہ یوں کہے: "أشهد باللہ انّہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا". (میں خدا کو گواہ بناتی ہوں کہ اس نے میری طرف جو نسبت دی ہے اس میں وہ جھوٹا ہے۔) اور پانچویں دفعہ یہ کہے: "ان غضب اللہ علیّ ان کان من الصادقین". (اگر وہ سچ کہتا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ہو۔)[17] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لعان کے عمل، اس کے الفاظ اور کیفیات سے متعلق احکام القرآن اور تفسیرِ نمونہ دونوں میں بیان کیا گیا ہے۔ صاحبِ تفسیر نمونہ نے بچے کے سلسلے میں یا بغیر بچہ کے صرف زنا کی موجودگی میں طلاق کی صورت میں ایک ہی الفاظ بیان کیے ہیں اور ان میں فرق نہیں کیا۔ تفسیرِ نمونہ میں یہ بھی صراحت نہیں کی گئی کہ لعان کے وقت میاں بیوی کس حالت یا کس رخ میں ہوں جیسا کہ صاحبِ احکام القرآن کے نزدیک لعان کے وقت ضروری ہے کہ

میاں بیوی کا رخ ایک دوسرے کی جانب ہو۔ شوافع کے نزدیک عورت کا نام لے کر لعان کرنا چاہیے جبکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں۔ تفسیرِ نمونہ میں اس سلسلے میں کوئی رائے بیان نہیں کی گئی۔

لعان کے لیے شرائط

علماء کرام میں اس میں اختلاف ہے کہ لعان کے لیے مرد وعورت میں کن شرائط کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔

مبحثِ اول مفتی جمیل احمد تھانوی نے ان امور پر بھی بحث کی ہے کہ کیا کافر، غلام، اور جس پر حدِ قذف لگ چکی ہو، کیا ان کا لعان جائز ہے؟ پس لکھتے ہیں:"قال مالك و الشافعی و احمد:كل زوج صح طلاقه صح لعانه سواء كانا حرين و عبدين عدلين او فاسقين أو أحدهما حرا عدلا ولآخر عبد اً او فاسقاً و كذا سواء كانا مسلمين او كافرين او احدهما بناء على عموم قوله تعالىٰ(وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَہُمْ) خلافا لمالك فان عنده انكحة الكفار فاسدة لا يصح طلاقه فلايصح لعانه۔[18]امام مالک (رح) امام شافعی (رح) اور امام احمد نے فرمایا کہ جو جوڑا (شوہر اور اس کی بیوی) ایسا ہو کہ ان کے درمیان طلاق ہو سکتی ہو ان کے درمیان لعان کا حکم بھی جاری ہو گا خواہ دونوں آزاد ہوں یا دونوں مملوک یا ایک آزاد اور دوسری مملوک۔ دونوں عادل ہوں یا دونوں فاسق 'ایک عادل ہو اور دوسرا فاسق بلکہ دونوں کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ۔ ایک مسلمان ہو اور دوسری کافر (کتابی) یا دونوں کافر ہوں ، آیت (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَہُمْ) کے عموم کی بنا پر۔ امام مالک نے کفر فریقین کی صورت میں اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کافروں کا آپس میں نکاح ہی صحیح نہیں ہوتا 'اس لئے طلاق بھی صحیح نہیں ہوتی اور طلاق صحیح نہیں تو لعان بھی جائز نہیں۔ مندرجہ بالا صورتوں میں جمہور فقہاء امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک لعان کیا جا سکتا ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ نے اس کی شرائط کچھ اور بیان کی ہیں۔ احکام القرآن میں ہے:امام ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا جب تک دو شرطیں نہ ہوں گی لعان جائز نہ ہو گا ایک شرط یہ ہے کہ مرد اہل شہادت ہو یعنی مسلمان آزاد عاقل بالغ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کے قاذف (تہمت زنا لگانے والے) کو حد لگائی جا سکتی ہو یعنی مسلمان ہو 'آزاد ہو 'عاقل ہو 'بالغ ہو اور (اس سے پہلے) اس کی طرف زنا کی نسبت نہ کی گئی ہو امام صاحب کے اس قول پر اگر عورت ایسی ہو کہ اس کے قاذف کو حد زنا لگائی جا سکتی ہو اور مرد غلام ہو یا کافر ہو یا تہمت زنا کا پہلے سزا یافتہ ہو (اور ایسا مرد تہمت زنا لگائے) تو لعان کا حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ حاکم اگر مناسب سمجھے گا تو تعزیری سزا مرد کو دے گا۔[19]

إذا قذف الرجل امرأته بالزنا وهما من أهل الشهادة، والمرأة ممن يحد قاذفها، أو نفى نسب ولدها وطالبته بموجب القذف فعليه اللعان، فإن امتنع منه حبسه الحاكم حتى يلاعن أو يكذب نفسه فيحد، وإن لاعن وجب عليها اللعان؛ فإن امتنعت حبسها الحاكم حتى تلاعن أو تصدقه.

وإذا كان الزوج عبداً أو كافراً أو محدوداً في قذفٍ فقذف امرأته فعليه الحد،

وإن كان من أهل الشهادة وهي أمةٌ أو كافرة أو محدودةٌ في قذفٍ أو كانت ممن لا يحد قاذفها فلا حد عليه في قذفها ولا لعان.[20]

امام صاحب نے لعان والی عورت کے لئے شرط لگائی ہے کہ وہ ایسی ہو جس کے قاذف کو حد لگائی جا سکتی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ (ان اللعان انما شرع لدفع حد القذف من الزوج) شوہر سے حد قذف کو دور کرنے کے لئے ہی لعان کا حکم دیا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے وہ صورتیں بھی واضح کی ہیں جن کی موجودگی میں لعان نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی حدِ قذف نافذ ہو سکتی ہے: و كذا لا يجرى اللعان عند ابى حنيفه اذا كانت الزوجة امة او كافرة۔۔۔لاحد ولالعان بل تعزران"[21] اور اس طرح امام صاحب کے نزدیک مندرجہ بالا صورتوں میں نہ حد قذف ہے نہ لعان۔ عورت باندی ہو یا کافرہ ہو یا نابالغہ ہو یا پاگل ہو یا اس نے نکاح فاسد کیا اور شوہر نے بہ نکاح فاسد اس سے قربت کرلی ہو۔ یا اس کا کوئی بچہ ہو جس کا باپ معلوم نہ ہو یا اس نے اپنی عمر میں کبھی زنا کی ہو خواہ ایک ہی مرتبہ کی ہو پھر توبہ کرلی ہو یا اس سے شبہ کے طور پر مرد نے جماع کر لیا ہو اور واقع میں وہ جماع حرام ہو مرد کو حلال ہونے کا شبہ ہو گیا ہو ان تمام صورتوں میں نہ حد قذف قاذف پر جاری ہو گی نہ لعان کا حکم دیا جائے گا البتہ حاکم مناسب سمجھے تو عورت کو تعزیری سزا دے سکتا ہے۔

مندرجہ بالا بیانات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جمہور فقہاء (شافعی، مالکی، حنبلی) کے نزدیک باندی، غلام اور غیر مسلم میں سے لعان کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک لعان کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل اور بالغ ہونا شرائط ہیں۔

مبحثِ دوم

تفسیرِ نمونہ میں لعان کی شرائط بیان نہیں کی گئیں۔ لیکن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل تشیع کے نزدیک غلام، باندی، کنیز میں لعان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ روایت ہے: جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ اگر شوہر آزاد ہو اور بیوی مملوکہ ہو تو کیا ان کے درمیان بھی لعان ہو گا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں اور اگر شوہر مملوک ہو اور بیوی آزاد ہو تو بھی لعان ہو گا اور اگر شوہر غلام اور بیوی کنیز ہو تو پھر بھی لعان ہو گا۔ اور اگر شوہر مسلم ہو اور بیوی یہودیہ یا نصرانیہ ہو پھر بھی لعان ہو گا۔ لعان کے بعد میاں اور بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے اور آزاد اور مملوکہ بھی ایک دوسرے کی میراث نہ پائیں گے۔[22]

لعان میں گواہی

مبحثِ اول

جہاں امام ابو حنیفہ نے لعان کے لیے عورت پر یہ شرط لگائی کہ اس پر الزام لگانے والے کو حدِ قذف لگ سکتی ہو وہیں مرد کے لیے شرط ہے کہ وہ شہادت کی اہلیت رکھتا ہو۔ نیز لعان میں مرد اور عورت جو گواہیاں دیتے ہیں، وہ قسم کے زمرے میں ہیں یا شہادت کے، اس پر بحث کرتے ہوئے صاحب احکام القرآن لکھتے ہیں: "و فی اشترا ط کون الرجل من الشهادة ۔۔۔و هذا اصارف عن المجاز"[23] لعان کی ایک شرط امام صاحب نے یہ بھی لگائی تھی کہ شوہر شہادت کا اہل ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ لم یکن لہم شہدآء الا انفسہم اور ان کے پاس سوائے اپنے آپ کے اور گواہ نہ ہوں۔ اللہ نے اس آیت میں خود ازواج (شوہروں) کو شہداء (گواہ) قرار دیا ہے کیونکہ اِلَّآ اَنۡفُسُہُمۡ کا نفی سے استثناء کیا ہے اور نفی سے استثناء اثبات ہوتا ہے (ترجمہ یوں ہو گا اور نہ ہوں ان کے لئے گواہ سوائے اس کے کہ وہ اپنے آپ ہی گواہ ہوں)۔

مبحث دوم

تفسیرِ نمونہ میں بھی لعان کو مرد پر اللہ کا کرم اور شہادت و گواہی تسلیم کیا گیا۔ صاحبِ تفسیرِ نمونہ لکھتے ہیں۔ یہ بندوں پر اللہ کا فضل ورحمت اور اس کا توّاب و حکیم ہونا ہے، وہ اللہ کہ جس نے اس مسئلہ کے نہایت باریک اور عادلانہ حل کی راہ کھول دی ہے اور اگر ہم صحیح طرح سے غور کریں تو چار گواہوں کے لزوم کا اصل حکم بھی کاملاً ختم نہیں ہوا بلکہ مرد اور عورت جو چار چار مرتبہ شہادت دیتے ہیں ان میں سے ہر شہادت ایک گواہ کا قائم مقام ہے۔[24] مگر اس کے علاوہ اس بارے میں بھی تفسیرِ نمونہ میں تفصیلاً بحث موجود نہیں ہے۔ کہ لعان والے میاں بیوی شہادت کے اہل ہوں یا نہیں نیز شہادت متصور ہو گی یا قسم۔ جبکہ احکام القرآن میں اس پر الگ عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

تہمت میں شریک بنانے پر مرد پر حدِ قذف کی بحث

مبحثِ اول

علماء کا اختلاف ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی عورت پر کسی شخص کے ساتھ بدکاری کی تہمت لگائی اور اس مرد کا نام بھی لے لیا تو کیا اسے حد لگائی جائے گی یا نہیں؟ احکام القرآن میں ہے:" فقال مالک:عن اللعان لزوجته و حد للمری (ان لم یکن له اربعة شهداء) و به قال ابو حینفه"[25] امام مالک نے فرمایا: اس پر اس کی بیوی کی وجہ سے لعان ہو گا اور جس شخص پر اس نے تہمت لگائی اس کی وجہ سے خاوند پر حد ہو گی۔ اور یہی امام بو حنیفہ کا موقف ہے۔ جبکہ امام شافعی کا موقف ہے کہ اس پر حد نہیں کیونکہ اللہ نے اس شوہر پر حد نہیں رکھی جو اپنی بیوی پر تہمت لگائے۔(وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ) یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور وہ (تہمت لگاتے ہوئے بیوی کے ساتھ) کسی معین شخص کا نام لینے یا نہ لینے میں فرق نہیں کرتے)۔ عجلانی نے اپنی بیوی پر شریک کے ساتھ بدکاری کی تہمت لگائی تھی اسی طرح ہلال ابن امیہ نے کہا تھا، تو ان میں سے کسی ایک کو بھی حد نہ لگائی گئی۔[26] مفتی جمیل احمد عثمانی مزید لکھتے ہیں کہ:"قال ابن العربی و ظاہر القرآن لنا ،لان الله تعالیٰ وضع الحد فی قذف الاجنبی و الزوجة مطلقین، ثم خص حد الزوجة بالخلاص باللعان و بقی الاجنبی علی مطلق الآیة و انما لم یجد العجلانی لشریک و لا ملال لانه لم یطلبه و حد القذف لا یقیمه الامام الا بعد المطالبة اجماعا منا و منه[27] ابن عربی نے کہا: ہمارے لیے قرآن کا ظاہر ہے کیونکہ اللہ نے اجنبی اور بیوی کے قذف میں مطلق حد رکھی ہے پھر بیوی کی حد کو لعان کے ساتھ خلاصی پانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور مطلق آیت پر اجنبی باقی ہے۔ عجلانی کو شریک کی وجہ سے اور ہلال کو شریک کی وجہ سے حد نہیں لگائی گئی تھی کیونکہ اس نے حد کا مطالبہ ہی نہیں کیا تھا اور حد قذف مطالبہ کے بعد امام ہی قائم کرے گا اس پر ہمارا اور ان کا اجماع ہے۔

مبحثِ دوم

تفسیر نمونہ میں ہلال بن امیہ کا واقعہ تو بیان ہوا ہے مگر ان کی بیوی پر جس شریک کے ساتھ تہمت لگائی گئی اس سے متعلق کوئی بیان نہیں موجود نہیں جس سے معلوم ہو تا کہ اہل تشیع میں اس امر پر حدِ قذف لگ سکتی ہے یا نہیں۔ مگر ظاہراً یہی معلوم ہو تا ہے کہ لعان کے بعد شوہر پر حدِ قذف نہ لگائی جائے۔ ابن عربی کہتے ہیں کہ حد حاکم سے مطالبہ کی صورت میں لگائی جائے گی مگر اس کے دلائل و شواہد کا بیان مفقود ہے۔

زوجین کے لعان سے انکار کی صورت میں حکم

مبحثِ اول

شوہر کو اگر بیوی کی بدکاری کا علم ہو تو اس کے پاس دو راستے ہوتے ہیں، اول یہ کہ برداشت کرے، دوسرا یہ کہ حاکم کے پاس جائے اور لعان کا مطالبہ کرے۔ ایسی صورتِ حال میں جب شوہر حاکم کے پاس دعویٰ کر دے، اور بیوی زنا سے انکاری ہو تو لعان کروایا جاتا ہے۔ اب مرد یا عورت میں سے کسی کے پاس لعان سے انکار کی راہ نہیں۔ ایسی صورت میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ احکام القرآن میں فقہاء کے موقف یہ بیان کیے گئے ہیں:قال ابو حنيفة و زفر و ابو يوسف و محمد:اذا نكل الزوج عن اللعان حبس حتى يلاعن او يكذب نفسه نكلت المرأة حبست حتى تلاعن او تقر بالزنا فيقام عليها حينئذ الحد و قال الشافعي و مالك و احمد: ان الزوج اذا نكل عن اللعان فعليه حد القذف و اذا نكلت الزوجة عن اللعان فعليها حد الزنا۔[28]"امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور کا قول ہے کہ اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اسے قید کر دیا جائے حتیٰ کہ وہ لعان کرے یا اپنے آپ کو جھوٹا کہے۔ انکار کرنے والی عورت کو بھی قید کر دیا جائے گا یہاں تک کہ لعان کرے یا زنا کا اقرار کرے، پھر اس پر حد (زنا) لگائی جائے گی۔ اور شافعی، امام مالک اور احمد نے کہا ہے اگر شوہر لعان کا انکار کرے تو اس پر حدِ قذف لگائی جائے گی اور اگر بیوی لعان کا انکار کرے تو اس پر حدِ زنا لگائی جائے گی۔

یعنی احناف کا موقف یہ ہے کہ زوجین میں سے جو بھی لعان سے انکار کرے گا، اسے قید کر دیا جائے گا حتیٰ کہ لعان کریں۔ جمیل احمد تھانوی نے شوافع کے اس موقف کا رد کیا ہے کہ انکار کرنے والے مرد پر حدِ قذف اور عورت پر حدِ زنا (رجم) لگائی جائے گی۔ اس کی تردید کرتے ہوئے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ترکِ لعان نہ گواہی ہے نہ انکار، اس بنا پر حد کیونکر واجب ہو سکتی ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے:لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي , وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ , وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ , الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ[29]کسی مسلمان شخص کا خون جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، حلال نہیں سوائے تین باتوں میں سے کسی ایک کے: یا تو وہ شادی شدہ زانی ہو، یا جان کو جان کے بدلے مارا جائے، یا وہ اپنا دین چھوڑ کر جماعت مسلمین سے الگ ہو گیا ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ان تین باتوں کے علاوہ کسی اور بات پر قتل کے وجوب کی نفی کر دی اور لعان سے انکار ان تینوں سے خارج ہے۔ جمیل احمد تھانوی کے نزدیک"انها تركت اللعان و هذا الترك ليس بينة على الزنا فلا يجوز رجمها"[30]اس عورت نے لعان کو ترک کیا اور یہ ترک کرنا زنا کو ثابت نہیں کرتا پس اس کو رجم کرنا جائز نہیں۔

مبحثِ دوم

تفسیرِ نمونہ میں اس سے متعلق بحث نہیں کی گئی۔ لعان پر گواہی اور لعان کا زوجین کے ساتھ خاص ہونا۔

مبحث اول

لعان میں گواہوں کی موجودگی کی ضمن میں مفتی جمیل احمد تھانوی نے امام مالک اور امام شافعی کا یہ موقف نقل کیا ہے:"يلاعن كان له شهود اولم يكن "[31]

شوہر لعان کرے گا، چاہے اس کے پاس گواہ ہوں یا نہیں۔

پھر مفتی جمیل احمد تھانوی نے علمائے احناف کے حوالے سے لکھا ہے"انما جعل اللعان للزوج اذا لم یکن له شهود غیر نفسه ، لقوله تعالیٰ: (وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ)"" بے شک لعان شوہر کے لیے ہی بنایا گیا ہے جب اس کے پاس اپنے نفس کے سوا کوئی گواہ نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا(وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ)۔"

لعان میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہی اسی صورت میں ہے جب مرد کے پاس اپنی بیوی کے زنا کے گواہ نہ ہوں۔ اگر گواہ موجود ہوں تو عورت سے لعان کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اس پر حدِ زنا(رجم) جاری کی جائے گی۔ احکام القرآن میں ہے کہ علامہ سیوطی نے آیت(وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ) سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "لا لعان اذا اقام البینة بزناها"[32] گر اس عورت کے زنا پر گواہی قائم ہو جائے تو لعان نہ ہوگا۔

مبحث دوم

لعان کی گواہی سے متعلق تفسیرِ نمونہ میں تفصیل مفقود ہے۔ مگر صاحبِ تفسیرِ نمونہ نے اس پر بحث کی ہے کہ بیوی اور شوہر کو کیا خصوصیت حاصل ہے کہ الزام کے موقع پر ان کے لئے یہ استثنائی حکم صادر ہوا ہے۔ لکھتے ہیں: اس سوال کا ایک جواب تو آیت کی شانِ نزول سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ اگر مرد اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھے تو اس کے لئے ممکن نہیں کہ خاموش رہے، اس کی غیرت کیونکر اجازت دے سکتی ہے کہ اپنے حریمِ ناموس میں ایسے تجاوز پر کسی ردّ عمل کا اظہار نہ کرے، جبکہ وہ قاضی کے پاس جاکر داد و فریاد کرے گا تو فوراً اس پر حدّ قذف جاری ہو جائے گی کیونکہ قاضی کو کیا معلوم کہ وہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ، نیز اگر وہ چار گواہ تلاش کرنا چاہے تو یہ بھی ہتک عزّت ہے علاوہ ازیں ہو سکتا ہے کہ گواہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ معاملہ ختم ہو جائے۔ اس مسئلے کا ایک رخ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ غیر لوگ تو بہت جلد ایک دوسرے پر الزام دھر دیتے ہیں لیکن میاں بیوی بہت کم ایک دوسرے پر الزام عائد کرتے ہیں، اسی بناء پر غیر لوگ ہوں تو چار گواہ ضروری ہیں ورنہ حدّ قذف جاری ہوگی لیکن میاں بیوی کے بارے میں ایسا نہیں ہے، لہٰذا حکم مذکور انھیں کے لئے مخصوص ہے۔[33] اس امر میں تمام مذاہب کا اتفاق ہے کہ چار گواہوں کی موجودگی میں لعان نہ ہوگا بلکہ زنا کی حد جاری ہوگی۔ تفسیرِ احکام القرآن اور تفسیرِ نمونہ کے الفاظ بھی اسی امر پر دلالت کرتے ہیں۔

لعان سے متعلق متفرق احکام

مبحثِ اول

اگر عورت حاملہ ہو تو لعان کے حکم میں اختلاف ہے۔ جمیل احمد عثمانی نے لکھا ہے: اذا انتفی من الحمل و وقع ذلک بشرطه لاعن قبل الوضع و به قال شافعی:(و مالک) و قال ابوحنیفه :لا یلاعن الا بعد ان تضع لانه یحتمل ان یکون ریحا او داء من الأدواء۔[34] جب حمل کی نفی کرے اور وہ اس کی شرط کے ساتھ واقع ہو تو وضع حمل سے پہلے لعان کرے گا؛ یہ امام شافعی کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: وضع حمل کے بعد لعان کرے گا کیونکہ ممکن ہے کہ پیٹ میں ہوا ہو یا کوئی بیماری ہو۔ لعان ظن کی بناء پر نہ ہو۔ لعان ایک مخصوص عمل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرد کے لیے حدِ قذف سے استثنا بھی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرجب جی چاہے بیوی پر تہمت لگا دے۔ بلکہ فقہاء کے نزدیک مرد کو چاہیے کہ تحمل و بردباری سے کام لے۔ جب تک اسے یقین نہ ہو، بیوی کے تہمت نہ لگائے۔ نیز اگر اس نے بیوی سے ہم

بستری کی ہو اور اسے بیوی کی طرف سے بدکاری کا بھی علم ہو تو اسے چاہیے کہ بچے کا انکار نہ کرے۔ احکام القرآن میں مولانا جمیل احمد تھانوی لکھتے ہیں:"و لو وطی و عزل او علم زناها و احتمل کون الولد منه و من الزنا حرم النفی"[35] اور اگر ہم بستری کی یا عزل کیا یا عورت کے زنا کا یقینی علم ہوا اور اس بات کا احتمال ہے کہ بچہ اس کا ہو یا زانی کا ہو تو اپنا بچہ ہونے سے انکار کرنا حرام ہے۔

تمام مذاہب کے نزدیک لعان کے لیے علم یقینی ضروری ہے کیونکہ اس سے مرد و عورت میں علیحدگی واقع ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ صرف احتمال کی بنا پر اولاد سے انکار کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ لعان کے ذریعہ علیحدگی ہو جائے گی یا نہیں۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے لعان سے زوجین کی فراغت پر ان کے درمیان علیحدگی نہیں ہو گی جب تک حاکم علیحدگی نہیں کرائے گا۔ امام مالک کے نزدیک لعان سے فارغ ہوتے ہی علیحدگی ہو جائے گی۔ امام شافعی کا قول بھی یہی ہے کہ لعان میں پانچویں بار جھوٹا ہونے کی صورت میں اپنے اوپر لعنت بھیج کر جیسے ہی فارغ ہو گا تو اس کے ساتھ ہی فراش یعنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کا حق ختم ہو جائے گا اور وہ عورت کبھی اس کے لیے حلال نہ ہو سکے گی۔[36] یعنی اس معاملہ میں امام شافعی، امام مالک اور اہل تشیع اسی مؤقف کے حامل ہیں کہ لعان کے ذریعے ہی علیحدگی ہو جائے گی جبکہ احناف کے نزدیک لعان سے فراغت پر علیحدگی نہ ہو گی تا قتیکہ حاکم علیحدگی کروائے۔

مبحثِ دوم

لعان سے متعلق بیان شدہ دیگر احکام تفسیرِ نمونہ میں بیان نہیں ہوئے۔ مگر لعان کی بنا پر علیحدگی کے بارے میں تفسیرِ نمونہ میں لکھا ہے کہ عملِ لعان سے چار نتیجے مرتب ہوں گے:

۱۔ صیغۂ طلاق کی ضرورت کے بغیر ہی فوراً میاں بیوی ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔

۲۔ یہ عورت اور مرد ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے، یعنی نئے سرے سے ان کی شادی کا امکان ختم ہو جائے گا۔

۳۔ قذف کی حد مرد سے اور زنا کی حد عورت سے اُٹھ جائے گی (لیکن اہل تشیع کے مطابق اگر ان میں سے مرد یہ کام نہ کرے تو اس پر قذف کی حد جاری ہو گی اور عورت یہ کلمات نہ کہے تو اس پر زنا کی حد جاری ہو گی)۔

۴۔ اس واقع کے نتیجے میں جو بچہ پیدا ہو گا وہ اس مرد کا نہیں سمجھا جائے گا یعنی اس سے منسوب نہیں ہو گا البتہ عورت سے منسوب رہے گا۔[37]

لعان زوجین سے مخصوص عمل ہے جس کے احکام بندوں پر اللہ کا فضل و رحمت اور اس کا ثواب ہونے کی علامت ہیں۔ کیونکہ اس نے میاں بیوی کے اس مسئلے کے نہایت باریک اور عادلانہ حل کی راہ کھول دی ہے۔ صاحبِ تفسیرِ نمونہ لعان کے بارے میں رقم طراز ہیں: ان احکام و قوانین کے اجراء کا تعلق عموماً ایک اسلامی ماحول اور مذہبی فضا سے ہے اور جب کوئی یہ دیکھے گا کہ اسے حاکمِ اسلامی کے سامنے اس طرح سے قطعی طور پر اللہ کی گواہی کے لئے بلانا ہے اور اپنے اوپر لعنت بھیجنا ہے تو اکثر اوقات وہ غلط اقدام سے بچے گا اور یہی چیز جھوٹے الزامات کے راستے میں دیوار بن جاتی ہے۔ یہ بات تو مرد کے بارے میں تھی باقی رہا یہ کہ عورت اپنی صفائی کے لئے چار مرتبہ اللہ کو گواہ قرار دیتی ہے تو یہ مرد اور عورت میں برابری برقرار رکھنے کے لئے ہے، نیز

عورت پر چونکہ الزام عائد کیا گیا ہے اس لئے وہ پانچویں مرحلے میں مرد کی عبارت سے زیادہ شدید الفاظ میں اپنا دفاع کرے گی اور جھوٹی ہونے کی صورت میں وہ اپنے لئے غضبِ خدا خرید ے گی۔ اور لعنت سے مراد رحمتِ خدا سے دوری ہے لیکن غضب لعنت سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ غضب اور سزا و عذاب لازم وملزوم ہیں کہ جو رحمت سے دوری سے بہت زیادہ ہے۔[38]

چنانچہ جھوٹی قسم کی بناء پر اللہ کی لعنت اور عورت سے دائمی جدائی جیسے امور پر منتج ہونے والے عمل لعان سے پہلے شوہر اور بیوی غلط اقدام سے پہلے غور و فکر ضرور کریں گے۔ لعان ایک ایسا مخصوص عمل ہے جس سے میاں بیوی ہمیشہ کے لئے ایک دوسے جدا ہو جاتے ہیں۔ لعان کی شرائط سخت ہیں کوئی بھی مرد اپنی بیوی پر یا عورت اپنے شوہر پر الزام لگاتے سمے ضرور سوچے گی کہ اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے اور یہی چیز اس کی بھلائی کے لئے ہے۔ لعان کے بارے میں صاحب احکام القرآن کا مؤقف یہ ہے کہ غلام، کافر، کنیز، مجنون میں لعان نہیں ہو سکتا جب کہ صاحب تفسیر نمونہ کے نزدیک ان سب میں لعان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صاحب احکام القرآن کے نزدیک لعان کے لئے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا اور اشارہ کرنا بھی ضروری ہے اور حالت حمل میں بھی لعان کیا جا سکتا ہے جب کہ صاحب تفسیر نمونہ کا مؤقف اس کے برعکس ہے۔ صاحب احکام القرآن کے نزدیک لعان سے فراغت کے بعد حاکم ان کے درمیان تفریق کروادے گا، جب کہ صاحب تفسیر نمونہ کے نزدیک لعان سے فراغت کے ساتھ ہی ان کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔

References

[1] Al- Noor, 24:4

[2] Al- Noor, 24:6-10

[3] Al-Bukhārī, Abū al-Fidā Muhammad b. Isma'il, *Saḥīḥ Bukhārī*, Kit$^{\bar{a}}$b *Tafsīr* ul Qur'an, Hadith No 4747

[4] Mukārim Sherāzi, Trans(Sayyad Safdar Hussain Najfi), *Tafsīr e Namoona*, Lahore, Misbah ul Qur'an, vol8, p181

[5] Ibid, Vol 8, p 179,18

[6] Al-Bukhārī, *Saḥīḥ Bukhāri*, Tafsīr ul Qur'an, Hadith No 4747/ Saḥīḥ Bukhārī, Kitab al Shahadat, Hadith No 2671/ This Hadith is also available in *majmā al Bayān* vol 7 p 163 in explanation of verse 6 Surah Noor.

[7] Kandhalvi, Muhammad Idrees, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*,Karachi, Dār al uloom,Vol 16, p 216/ al-Jaṣāṣ ,Abu Bakar Aḥmad Ibn 'Alī al-Rāzī, *Aḥkām al-Qurān* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1428 AH, vol5, p 138

[8] Al marghain^{a}ni, Burh^{a}n ul Din, Ali bin Bakar, Bidayat ul Mubtad^{a} fi fiqh al im$^{\bar{a}}$m Abi Hanif$^{\bar{a}}$, Al q$^{\bar{a}}$hir$^{\bar{a}}$, Maktab$^{\bar{a}}$h Muhammad Al$^{\bar{i}}$ Subh, vol1, p 83

[9] K$^{\bar{a}}$ndhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p 216

[10] Ibid, vol 16, p 216-217/ al-Jaṣāṣ, *Aḥkām al-Qurān* ,vol 5, p 139

[11] Ibid, vol 16, p 216-217

[12] Ibid/ al-Jaṣāṣ, *Aḥkām al-Qurān*, vol5, p 139/ this quotation is also available in Al marghain^{a}ni, Abi ul Hassan, *Al Hidayā Sharah Bidayā tul mubtadā,* maktabā Al Islamia, vol 2, p 24 with different words.

[13] Uthmani, vol 16, p 219/ Al māwardi, Abu al Hassan, ilaama, *Kitāb Al haāwi al kabir*, Beirūt: Dār al fikar, vol 11, p 128

[14] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p 219

[15] Sherāzi, *Tafsīr e Namoona*, vol8, p 80

[16] Ibid, vol 8, p 80,81

[17] Ibid, vol 8, p 81
[18] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*,, vol 16, p 219/ Al mawardi, *Kitāb Al haāwi al kabir,* vol 11, p 22
[19] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p 219
[20] Al Damashqi Al maidani, Abdul Ghani, *Al Lubāb fi Sharah al kitāb*, Libnān, Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, vol 3, p 75/ Al Marghaināni, *Al hidayyā sharrah al Bidayyā*, vol 2, p 24
[21] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p220-221
[22] Alkaleeni, Muhammad bin Yaqoob, *Al Istabsār*, Kitab al liā'n 217, Hadith No 1330/ Al Uroosi, Abad Ali, Sheikh, *Tafsīr Noor ul Saqlain*, Iran, Maktaba Isma'iliyya, 1362h, vol 3, p 579
[23] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī*, vol 16, p 221
[24] Shairāzi, *Tafsīr e Namoona,* vol 8, p 182
[25] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p 233
[26] Ibid
[27] Al-Qurṭubī, Abū 'Abdullah Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abū Bakr al-Anṣārī, *Al-jam' li Aḥkām 'l-Qur'ān, vol 12, p 193/ Kandhalvi, vol 16, p 233*
[28] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p 224/ Al Qahri, Al Shafi, Shmas ul Din, Muhammad Bin Ahmad, *Jawāhir al 'qo'd wa m'een ul Qazāt wal mu'wwqeen wal Shahood,* Libnan, Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1417h, vol 2, p 141
[29] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī)*, vol 16, p 224/ Tirmidhī, Abu Eisa , *Al Sun'an Al Tirmidhī,* Kitāb ul Diyāt, Hadith No 1402
[30] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī*), vol 16, p 224
[31] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī*),vol 16, p 223
[32] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī*), vol 16, p 225/ Al-Suyūṭī, al-Maḥallī, Jalāluddīn, *Al ikleel fi Istanbāt al tanzeel*, Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1401h, vol 1, p 189
[33] Tafsīr e Namoona, vol 8, p 182
[34] Kandhalvi, *Aḥkām al-Qurān (Thānvī*), vol 16, p 225/ Al Nawwi, Abu Zikriyya, Muhayy ul Din Yahya Bin Sharf, *al majm' Sharāh almuhazzab*, Dār al Fikar, vol 17, p 417
[35] Kandhalvi, vol 16, p 226/ Al Mazhari, Sana Ullah, Qadhi, Tafsir e Mazhari, vol 6, p 469
[36] Al-Jaṣāṣ, *Aḥkām al-Qurān*, vol 6, p115
[37] Shairāzi, *Tafsīr e Namoona*, vol 8, p 182
[38] Shairāzi, *Tafsīr e Namoona*, vol8, p 183